حضور ﷺ نے فرمایا: "البركة مع أكابركم" برکت تمہارے اکابر کے ساتھ ہیں۔
(رواہ ابن حبان باسناد صحیح)

اشاعت نمبر ۲۲

تحقیقی، علمی و اصلاحی

رسالہ

دِفاعِ اَسلاف

ہند

فہرست مضامین

زیرِ سرپرستی

مصلح ملت
حضرت مولانا عبید الرحمٰن اطہر صاحب
دامت برکاتهم

کیا حدیث: ''اختلافی امتی رحمۃ'' موضوع ہے؟ [قسط ۷]

-مفتی عاصف بن اسماعیل المدنی
-مولانا عبد الرحیم قاسمی
-ڈاکٹر ابو محمد، شہاب علوی

اعتراض:

طالب الرحمٰن صاحب کہتے ہیں کہ

اسی طرح زکریا صاحب کے ایک تبلیغی ساتھی، منشی محمد عیسیٰ صاحب فیروز پوری اسی طریقے کار پر چلتے ہوئے، موضوع روایت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: جب خود آقائے نامدار ﷺ کا ارشاد ہے کہ میری امت کا اختلاف رحمت ہے۔ جناب عیسیٰ صاحب کو شاید اس بات کا علم نہیں کہ نبی ﷺ اختلاف مٹانے کے لئے تھے، نہ کہ اختلاف ڈالنے کے لئے۔

اختلاف کی وجہ سے ہی تو لیلۃ القدر کا تعین اٹھالیا گیا تھا۔ اگر اختلاف رحمت ہو، تو پھر تعین کے اٹھانے کی کیا وجہ۔ حالانکہ علامہ البانی اس حدیث کو ایک جگہ موضوع بتلاتے ہیں۔ (**ضعیف الجامع الصغیر: رقم ۲۳۰**) اور ایک جگہ فرماتے ہیں: لا اصل لہ، اس حدیث کی کوئی اصل نہیں۔ (**سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ: ج۱: ص۷۶، رقم ۵۷**)۔ [**تبلیغی جماعت کا اسلام: ص۱۶۶-۱۶۷**]

الجواب:

امام ابوبکر، احمد بن الحسین البیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) کہتے ہیں کہ

أخبرنا أبو عبد الله الحافظ، وأبو بكر أحمد بن الحسن قالا: حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب، حدثنا بكر بن سهل الدمياطي، حدثنا عمرو بن هاشم البيروتي، حدثنا سليمان ابن أبي كريمة، عن جويبر، عن الضحاك، عن ابن عباس قال: قال رسول الله - صلى الله عليه وسلم -: مهما أوتيتم من كتاب الله فالعمل به، لا عذر لأحد في تركه، فإن لم يكن في كتاب الله، فسنّة مني ماضية، فإن لم تكن سنّة مني، فما قال أصحابي، إن أصحابي بمنزلة النجوم في السماء فأيُّما أخذتم به اهتديتم، واختلاف أصحابي لكم رحمة۔ (المدخل الی علم السنن للبیہقی: ج۲: ص۵۸۰، حدیث نمبر ۱۲۴۸)

سند کی تحقیق:

(۱) امام ابوبکر، احمد بن الحسین البیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) مشہور ثبت، متقن، حافظ الحدیث ہیں۔ (**السلسبیل النقی: ص۹۶**)

(۲) ابو عبد اللہ الحاکم الصغیرؒ (م ۴۰۵ھ) مشہور ثقہ، ثبت، حافظ ہیں۔ (**الروض الباسم: ج۱: ص۹۸**)، اور ان کے متابع میں ثقہ، حافظ ابوبکر، احمد بن الحسن الحیریؒ (م ۴۲۱ھ) ہیں۔ (**السلسبیل النقی: ص۱۸۹-۱۹۰**)

(۳) ابوالعباس، محمد بن یعقوب الاصمؒ (م ۳۴۶ھ) مشہور ثقہ، حافظ ہیں۔ (الروض الباسم: ج ۲: ص ۱۲۸۱)

(۴) بکر بن سہل الدمیاطیؒ (م ۲۸۹ھ) صدوق ہیں۔ (تحفة اللبيب بمن تكلم فيهم الحافظ ابن حجر من الرواة في غير التقريب: ج ۲: ص ۲۷۰، لسان المیزان: ج ۲: ص ۳۴۴)

(۵) عمرو بن ہشام البیروتیؒ سنن ابن ماجہ کے راوی اور صدوق، حسن الحدیث ہیں۔ (تحریر تقریب التہذیب: رقم ۵۱۲۷)

(۶) سلیمان بن ابی کریمہؒ پر کلام کیا گیا ہے، (لسان المیزان: ج ۴: ص ۱۷۰)، مگر حافظ ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) کہتے ہیں کہ ''لین صَاحب مَنَا کِیر''۔ (المغنی: رقم ۲۶۱۶)

(۷) جو یبر بن سعید الازدیؒ (م بعد ۱۴۰ھ) سنن ابن ماجہ کے راوی اور ضعیف جدا ہے۔ (تقریب: رقم ۹۸۷)، مگر بعض ائمہ جرح وتعدیل نے کہا: ''صدوق يحتمل، ليس بحجة في الفروج والأحكام، ضعيف الحديث والناس يكتبون حديثه، وحاله حسن في التفسير، وهو لين في الرواية''۔ (اکمال تہذیب الکمال: ج ۳: ص ۲۵۷)،

لہٰذا امام نسائیؒ (م ۳۰۳ھ) کے مذہب کے مطابق، ان کو متروک کہنا محل نظر ہوگا۔ (رسالة في فضل الأخبار وشرح مذاهب أهل الآثار وحقيقة السنن المعروف بشروط الائمة لابن مندة: ص ۷۳، واسنادہ حسن)

(۸) الضحاک بن مزاحمؒ (م بعد ۱۰۰ھ) سنن اربع کے راوی اور صدوق، کثیر الارسال ہیں۔ (تقریب: رقم ۲۹۷۸)

(۹) عبداللہ بن عباسؓ (م ۶۸ھ) مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (تقریب)

اس سند کے تمام روات ثقہ یا صدوق ہیں، البتہ جو یبر بن سعید الازدیؒ (م بعد ۱۴۰ھ) اور سلیمان بن ابی کریمہؒ دونوں ضعیف ہیں۔ نیز الضحاک بن مزاحمؒ (م بعد ۱۰۰ھ) اور عبداللہ بن عباسؓ (م ۶۸ھ) کے درمیان بھی انقطاع ہے، جیسا کہ ائمہ محدثین نے واضح کیا ہے۔

اور شیخ الالبانیؒ (م ۱۴۲۰ھ) کا یہ کہنا: ''والتحقيق أنه ضعيف جدا لما ذكرنا من حال جويبر، وكذلك قال السخاوي، في "المقاصد" ولكنه موضوع من حيث معناه لما تقدم ويأتي''۔ (سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ: رقم ۵۹) محل نظر ہے، کیونکہ محدث محمد یوسف صاحب بنوریؒ (م ۱۳۹۷ھ) فرماتے ہیں کہ محدثین کی کتابوں میں کتنی حدیثیں ملتی ہیں کہ اسنادی اعتبار سے یا کسی خاص لفظ کے اعتبار سے ضعیف وساقط ہوتی ہیں، لیکن معنوی حیثیت سے اور دوسری جہات سے وہ صحیح ہوتی ہیں۔ (مجلہ دفاع اسلاف: ش ۲۱: ص ۱۰)

اور اس حدیث کی قوی شاہد ''أصحابي كالنجوم، بأيهم اقتديتم اهتديتم'' والی روایت ہے، جس کی تفصیل ص: ۶ پر موجود ہے۔ اسی طرح حدیث: ''وفي كل أصحابي خير'' بھی حدیث: ''اختلاف أصحابي لكم رحمة'' کے معنوی طور پر تائید کرتی ہے، جس کی تفصیل ص: ۱۲ پر موجود ہے۔ پھر اس روایت کا ایک متابع اور تابعین کے اقوال سے بھی اس مضمون کی تائید

ہوتی ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

تائید نمبر ۱:

ثقہ، امام، حافظ آدم بن ابی ایاسؒ (م ۲۲۱ھ) کہتے ہیں کہ

حدثنا بقية حدثنا أبو الحجاج المهري حدثني شيخ من لخم قال قال رسول الله - صلى الله عليه وسلم - اختلاف أصحابي لأمتي رحمة۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میرے صحابہ کا اختلاف میری امت کیلئے رحمت ہے۔ (**کتاب العلم والحلم** بحوالہ تخریج احیاء علوم الدین للزبیدی: ج۱: ص۱۰۷)

سند کی تحقیق:

(۱) آدم بن ابی ایاسؒ (م ۲۲۱ھ) صحیح بخاری وغیرہ کے راوی اور ثقہ، عابد ہیں۔ (**تقریب: رقم ۱۳۲**)

(۲) بقیۃ بن الولیدؒ (م ۱۹۷ھ) صحیح مسلم وسنن اربع کے راوی اور صدوق، مدلس ہیں۔ (**تقریب: رقم ۷۳۴**)

(۳) رشدین بن سعد، ابوالحجاج المہریؒ (م ۱۸۸ھ) سنن الترمذی وابن ماجہ کے راوی اور ضعیف ہیں، مگر متابع میں مقبول ہیں۔ (**تقریب: رقم ۱۹۴۲، موافقة الخبر الخبر في تخريج أحاديث المختصر: ج۱: ص ۴۴۴**)

(۴) ''**شیخ من لخم**'' مجہول ہیں۔

لہذا یہ سند ضعیف اور مرسل ہے۔ واللہ اعلم

تائید نمبر ۲:

- صدوق، امام، محمد بن سعدؒ (م ۲۳۰ھ) کہتے ہیں کہ

أخبرنا قبيصة بن عقبة قال: حدثنا أفلح بن حميد عن القاسم بن محمد قال: كان اختلاف أصحاب رسول الله رحمة للناس۔

قاسم بن محمدؒ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ کا اختلاف لوگوں کیلئے رحمت تھا۔ (**الطبقات الکبری لابن سعد: ج۵: ص۱۴۴، طبع العلمیۃ**)

سند کی تحقیق:

(۱) امام، محمد بن سعدؒ (م ۲۳۰ھ) سنن ابوداود کے راوی اور صدوق، حافظ ہیں۔ (**تقریب: رقم ۵۹۰۳**)

(۲) قبیصۃ بن عقبۃؒ (م ۲۱۸ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، حافظ ہیں۔ (**تقریب: رقم ۵۵۱۳**)

(۳) افلح بن حمید المدنیؒ (م ۱۵۸ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (**تقریب: رقم ۵۴۷**)

(۴) قاسم بن محمد بن ابی بکرؒ (م ۱۰٦ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، فقیہ، امام ہیں۔ (تقریب: رقم ۵۴۸۹)

لہذا یہ سند حسن ہے۔

تائید نمبر ۳:

- حافظ المشرق، امام خطیب بغدادیؒ (م ۴٦۳ھ) کہتے ہیں کہ

أنا محمد بن أحمد بن رزق, أنا عثمان بن أحمد الدقاق, نا حنبل بن إسحاق, حدثني أبو عبد الله, نا معاذ بن هشام, قال: حدثني أبي, عن قتادة, أن عمر بن عبد العزيز, كان يقول: ما سرني لو أن أصحاب محمد صلى الله عليه وسلم لم يختلفوا, لأنهم لو لم يختلفوا لم تكن رخصة۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کہتے ہیں کہ مجھے یہ پسند نہیں کہ صحابہ کرامؓ میں اختلاف نہ ہوتا، اس لئے کہ اگر ان میں اختلاف نہ ہوتا تو رخصتیں نہ ہوتیں۔ (**الطبقات الکبری لابن سعد: ج ۵: ص ۱۴۴، طبع العلمیۃ**)

سند کی تحقیق:

(۱) امام خطیب بغدادیؒ (م ۴٦۳ھ) مشہور ثقہ، حافظ، بلکہ حافظ المشرق ہیں۔

(۲) محمد بن احمد بن محمد بن احمد بن رزق، ابوالحسن بن رزقویہؒ (م ۴۱۲ھ) ثقہ ہیں۔ (**تاریخ الاسلام: ج ۹: ص ۲۰٦**)

(۳) عثمان بن احمد، ابوعمرو بن السماک الدقاقؒ (م ۳۴۴ھ) بھی ثقہ ہیں۔ (**تاریخ الاسلام: ج ۷: ص ۸۰۱**)

(۴) حنبل بن اسحاقؒ (م ۲۷۳ھ) بھی ثقہ، امام ہیں۔ (**تاریخ لاسلام: ج ٦: ص ۵۴۳**)

(۵) امام احمد بن حنبلؒ (م ۲۴۱ھ) مشہور ثقہ، حافظ، حجت، فقیہ ہیں۔ (**تقریب: رقم ۹٦**)

(٦) معاذ بن ہشامؒ (م ۲۰۰ھ) کتب ستہ کے راوی اور صدوق، حسن الحدیث ہیں۔ (**تحریر تقریب التھذیب: رقم ٦۷۴۲**)

(۷) ہشام الدستوائیؒ (م ۱۵۴ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، ثبت، امام ہیں۔ (**تقریب: رقم ۷۲۹۹**)

(۸) قتادہ بن دعامۃؒ (م ۱۱۹ھ) بھی کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، ثبت، امام ہیں۔ (**تقریب: رقم ۵۵۱۸**)

(۹) عمر بن عبدالعزیزؒ (م ۱۰۱ھ) بھی کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، بلکہ خلفاء راشدین میں سے ہیں۔ (**تقریب: رقم ۴۹۴۰**)

معلوم ہوا کہ اس سند کے تمام روات ثقہ یا صدوق ہیں اور الدکتور عمر ایمان ابوبکر کہتے ہیں کہ ''**وهذا إسناد حسن**''۔

(المطالب العالیۃ بزوائد المسانید الثمانیۃ: ج ۱۲: ص ۲۰۱، طبع دار العاصمۃ للنشر والتوزیع - دار الغیث للنشر والتوزیع)

نیز بعض علماء وائمہ مثلاً محدث ابن بازؒ (م ۱۴۲۰ھ) کی رائے ہے کہ یہ حدیث ''**اختلاف امتی رحمة**'' یا ''**اختلاف أصحابي لأمتي رحمة**''، رسول ﷺ کا کلام نہیں، بلکہ تابعین کا کلام تھا، مگر ضعیف راویوں نے اس کو رسول اللہ ﷺ کی

طرف منسوب کردیا۔

مگر چونکہ اس حدیث کی تائید ''أصحابي کالنجوم، بأيهم اقتديتم اهتديتم'' اور ''وفي کل أصحابي خير'' وغیرہ مقبول احادیث سے ہوتی ہیں، لہذا حدیث ''اختلافی امتی رحمة'' کی اصل معلوم ہوتی ہے۔

غالباً یہی وجہ ہے کہ حافظ ابوبکر السیوطیؒ (م ۹۱۱ھ) کہتے ہیں کہ

''هذا يدل على أن المراد اختلافهم في الأحكام''۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ مراد احکام میں ان کا اختلاف ہے۔ (الدرر المنتثرة في الأحاديث المشتهرة: ص ۴۴، مزید تفصیل کے لئے دیکھئے روح المعانی للآلوسی: ج ۲: ص ۲۴۰)

لہذا شیخ الالبانیؒ (م ۱۴۲۰ھ) کا قول ''ولکنه موضوع من حيث معناه'' مرجوح ہے۔ اسی طرح طالب الرحمٰن صاحب کا یہ کہنا کہ ''نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اختلاف مٹانے کے لئے تھے، نہ کہ اختلاف ڈالنے کے لئے'' بھی قطعاً مردود ہے، کیونکہ خود احادیث سے فروعی مسائل میں اختلاف ثابت ہے، اور بنی قریظہ کے سفر میں عصر کی نماز کو لے کر صحابہؓ کا اختلاف اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ان کے اختلاف کے سلسلے میں خاموشی اختیار کرنے کی روایت تو مشہور ہے۔ (دیکھئے صحیح بخاری: حدیث نمبر ۹۴۶)

لہذا یہ اعتراض بھی باطل ہے اور یہ حدیث شواہد کی وجہ سے مقبول ہیں۔ واللہ اعلم

کیا حدیث: ’’أصحابي کالنجوم، بأیھم اقتدیتم اھتدیتم‘‘ موضوع ہے؟ [قسط ۸]

-مفتی عاصف بن اسماعیل المدنی
-مولانا عبد الرحیم قاسمی

اعتراض:

طالب الرحمٰن صاحب کہتے ہیں کہ
اسی طرح زکریا صاحب کے ساتھی مولانا محمد یوسف صاحب کی سوانح کا مقدمہ لکھتے ہوئے فرماتے ہیں: ’’اسی لئے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو رہنمائی کی سند عام عطا فرمائی کہ (أصحابي کالنجوم، بأیھم اقتدیتم اھتدیتم) کہ میری صحابہ ایسے ستاروں کی مانند ہیں، کہ ان میں سے جس کے ذریعے بھی راستہ ڈھونڈ و گے منزل پر پہنچ جاؤ گے۔ یہی حدیث زکریا صاحب کے ساتھی محمد عیسیٰ صاحب لکھتے ہیں، حالانکہ امام ذہبیؒ کے نزدیک یہ حدیث باطل ہے۔ **(میزان الاعتدال: ج ۲: ص ۱۰۲)[تبلیغی جماعت کا اسلام: ص ۱۶۶-۱۶۷]**

الجواب:

یہ حدیث متعدد صحابہ کرامؓ مثلاً، حضرت عمرؓ، حضرت ابن عمرؓ، حضرت اُنسؓ، حضرت، جابرؓ، حضرت ابوھریرۃؓ، اور حضرت ابن عباسؓ سے، مختلف سندوں سے منقول ہے۔

یہ بات درست ہے کہ اس حدیث کی تمام سندوں میں کوئی نہ کوئی متکلم فیہ راوی موجود ہے، بلکہ اکثر سند، سخت ضعیف یا کذاب راوی پر مشتمل ہے۔

یہی وجہ ہے کہ متعدد محدثین نے اس حدیث پر سخت کلام کیا، البتہ ان میں ایک سند ایسی ہے، جو قابل تحسین ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

- امام دارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) فرماتے ہیں کہ:

حدثنا القاضي أحمد بن کامل بن خلف حدثنا عبد الله بن روح حدثنا سلام بن سلیمان حدثنا الحارث بن غصین عن الأعمش عن أبي سفیان عن جابر قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: أصحابي کالنجوم بأیھم اقتدیتم اھتدیتم۔ (المؤتَلِف و المختَلِف للدارقطنی: ج ۴: ص ۱۷۷۸)

- مشہور محدث، رحال، امام ابو عبد اللہ ابن مندہؒ (م ۳۹۵ھ) فرماتے ہیں کہ

أخبرنا أبو الحسین عمر بن الحسن بن علي ثنا عبد الله بن روح المدائني ثنا سلام بن سلیمان ثنا الحارث بن

غصين عن الأعمش عن أبي سفيان عن جابر بن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مثل أصحابي في أمتي مثل النجوم بأيهم اقتديتم اهتديتم ۔ (**فوائد ابن منده: ص ۲۹، حدیث نمبر ۱۱**)

- *اسی طرح، مشہور ثقہ، حجت، حافظ ابو طاہر السّلفیؒ (م ۵۷۶ھ) کہتے ہیں کہ*

[أخبرنا الشريف أبو الفضل محمد بن عبد السلام الأنصاري، بقراءتي عليه، في دار الوزير، في شهر الله الأصم سنة أربع وتسعين، أنا أبو محمد الخلال] حدثنا أبو بكر أحمد بن إبراهيم بن شاذان، نا أحمد بن محمد بن سعيد الكوفي، نا عبد الله بن روح، نا سلام بن سليمان، نا قيس بن الربيع، والحارث بن غصين، عن الأعمش، عن أبي سفيان، عن جابر، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "مثل أصحابي في أمتي كمثل النجوم بأيها أخذتم اهتديتم ۔ (مخطوطة المشيخة البغدادية - لأبى طاهر السلفي: **فوليو** [FOLIO] **نمبر ۱۴۸، الاسکوریال رقم ۱۷۸۳**)
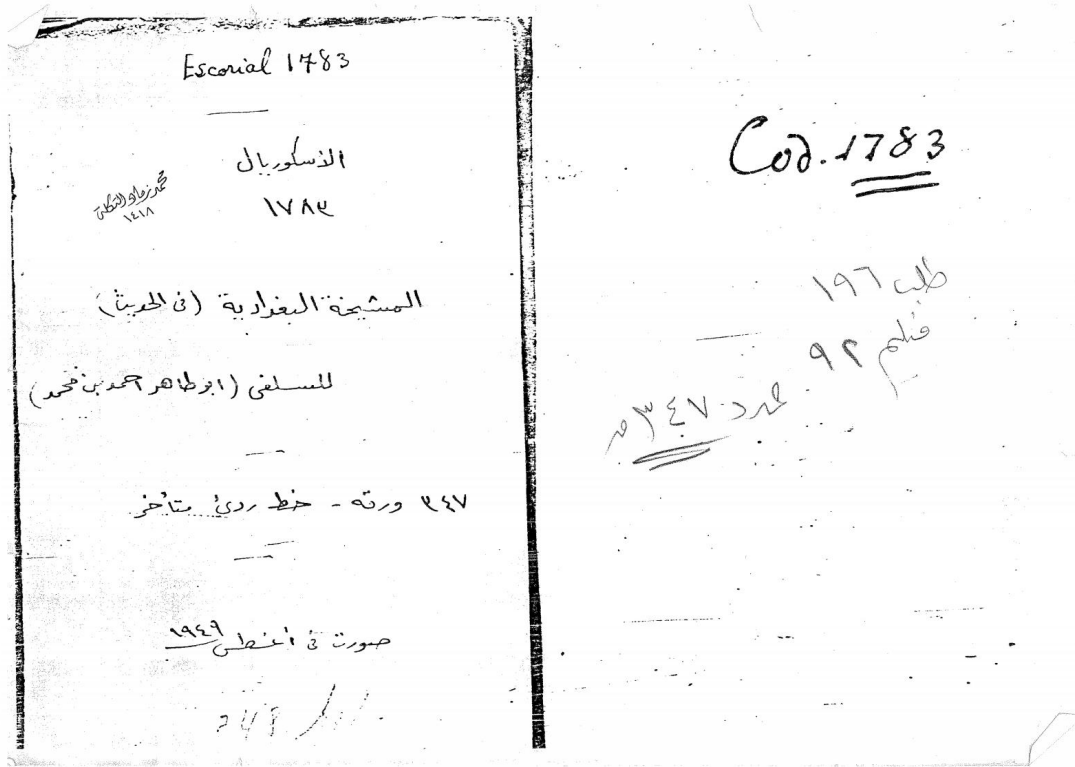
المشيخة البغدادية
للحافظ السلفي رحمه الله

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مثل أصحابي في الأمم
الآن كالشامة في جنب البعير ... حدثنا أبو الحسين محمد بن
احمد بن سمعون ثنا أبو بكر محمد بن جعفر الضرير النصيبي ثنا أبو العباس
ثنا الغنبي ثنا سفيان بن عيينة عن أبي هارون عن أبي سعيد الخدري
قال مثل أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم مثل العيون ودوا
العيون ترك مسها ... حدثنا أبو بكر أحمد بن جعفر بن
حمدان ثنا أبو حفص عمر بن محمد بن يحيى الناقد ثنا حمزة بن
محمد الكاتب ثنا نعيم بن حماد الخزاعي ثنا عبد الرحيم بن زيد العمي
عن أبيه عن سعيد بن المسيب عن عمر رضي الله عنه قال
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم سألت ربي عز وجل فيما
اختلف فيه أصحابي من بعدي فأوحى الله إلي يا محمد إن أصحابك عندي
بمنزلة النجوم في السماء بعضها أضوأ من بعض فمن أخذ
بشيء مما هم عليه من اختلافهم فهو عندي على هدى

حدثنا أبو بكر أحمد بن إبراهيم بن شاذان ثنا أحمد بن محمد بن سعيد
الكوفي ثنا عبد الله بن روح ثنا سلام بن سليمان ثنا قيس بن الربيع والحارث
بن غصين عن الأعمش عن أبي سفيان عن جابر رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى
الله عليه وسلم مثل أصحابي في أمتي كمثل النجوم بأيها أخذتم
اهتديتم ... حدثنا علي بن عمرو بن سهل الحريري ثنا أحمد
بن القاسم بن نصر ثنا الحسن بن حماد سجادة ثنا علي بن هاشم بن

<u>سند کی تحقیق:</u>

(۱) حافظ ابوطاہر السّلفیؒ (م ۵۷۶ھ) مشہور ثقہ، حجت، حافظ الحدیث ہیں۔ (لسان المیزان: ج۱: ص ۶۵۷)

(۲) ابوالفضل، محمد بن عبدالسلام الانصاریؒ (م ۴۹۸ھ) ثقة صالح، من بيت حديثٍ و خير ہیں۔ (تاریخ الاسلام: ج۱۰: ص ۸۰۹)

(۳) حافظ الحسن بن محمد، ابومحمد بن ابی طالب الخلالؒ (م ۴۳۹ھ) بھی ثقہ، امام ہیں۔ (تاریخ الاسلام: ج۹: ص ۵۸۱)

(۴) حافظ ابوبکر، احمد بن ابراہیم بن شاذانؒ (م ۳۸۳ھ) مشہور ثقہ، ثبت، حجت، امام ہیں۔ (تاریخ الاسلام: ج۸: ص ۵۳۹)، اور ان کے متابع میں امیر المؤمنین فی الحدیث، ثقہ، حافظ، امام ابوالحسن الدارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) اور ثقہ، ثبت، حافظ، امام ابوعبداللہ، ابن مندہؒ (م ۳۹۵ھ) ہیں۔ (الدليل المغني لشيوخ الإمام أبي الحسن الدارقطني: ص ۳۴، لسان المیزان: ج۶: ص ۵۵۵)

(۵) حافظ احمد بن محمد بن سعید، ابوالعباس ابن عقدہؒ (م ۳۳۲ھ) کے بارے میں حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) کہتے ہیں کہ

''وأبو العباس الهمداني، هو ابن عقدة، حافظ كبير، إنما تكلموا فيه بسبب المذهب، ولأمور أخرى، ولم يضعفه بسبب المتون أصلا، فالإسناد حسن''۔

اسی طرح ایک اور مقام پر کہتے ہیں کہ ''من كبار الحفاظ، حتى قال الدارقطني: "أجمع أهل الكوفه أنه لم يكن بها من زمن ابن مسعود أحفظ منه" ولم يتهم بالكذب، وإن كان يعاب بالتشيع وكثرة رواية المناكير، لكن الذنب فيها لغيره''۔ (مجلہ الاجماع: ش۱۴: ص ۵۴-۵۵)

اور یہاں پر ''روح بن عبداللہ المدائنیؒ (۲۷۷ھ)'' سے روایت نقل کرنے میں ان کے متابع میں ثقہ، فقیہ، قاضی احمد بن کامل بن خلفؒ (م ۳۵۰ھ) اور صدوق، قاضی، ابوالحسین ابن الاشنانی، عمر بن الحسن بن علیؒ (م ۳۳۹ھ) ہیں۔ (الروض الباسم: ج۱: ص ۲۵۶، مجلہ الاجماع: ش۱۸: ص ۳۰)

تو حافظ ابن عقدہؒ (م ۳۳۲ھ) پر کلام فضول ہوگا۔

(۶) روح بن عبداللہ المدائنیؒ (۲۷۷ھ) بھی ثقہ راوی ہیں۔ (موسوعة أقوال أبی الحسن الدارقطنی رحمه الله: جلد ۲: صفحہ ۲۵۶، رقم ۱۸۴۶، تاریخ بغداد، ت بشار: ج۱۱: ص ۱۲۲، رقم ۵۰۴۰)

(۷) ابوالعباس، سلام بن سلیمان بن سوار الثقفی المدائنی الضریرؒ (م ۲۱۰ھ) سنن ابن ماجہ کے راوی اور ضعیف ہیں، (تقریب: رقم ۲۷۰۴)، مگر متابع میں مقبول ہیں، چنانچہ

- امام نسائیؒ (م ۳۰۳ھ) کے استاد امام، حافظ، حجت عباس بن الولیدؒ (م ۲۶۹ھ) فرماتے ہیں کہ سلام بن سلیمان ثقہ ہیں۔ (کتاب الکنی للنسائی بحوالہ تہذیب الکمال: ج ۱۲: ص ۲۸۷)

- امام ابوحاتمؒ (م ۲۷۷ھ) نے ان سے روایت لی ہے۔ (تہذیب الکمال: ج ۱۲: ص ۲۸۷) اور وہ صرف ثقہ سے ہی روایت لیتے ہیں۔ (اتحاف النبیل للسلیمانی: ج ۲: ص ۱۲۶، دراسات حدیثیة متعلقة بمن لا یروی الی عن ثقة للشیخ ابی عمرو الوصابی: ص ۳۲۰) اور "لیس القوی" کے الفاظ سے راوی کی اعلی درجہ کی ثقاہت کی نفی مراد ہوتی ہے۔

- حافظ ابن حبانؒ (م ۳۵۴ھ) کہتے ہیں کہ "لا یجوز الاحتجاج به إذا انفرد"۔ (المجروحین لابن حبان: رقم ۴۳۳)

- امام ابن عدیؒ (م ۳۶۵ھ) ان کی احادیث ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں:

"ولسلام غير ما ذكرت وعامة ما يرويه حسان إلا أنه لا يُتَابعُ عَليه"

میری ذکر کردہ روایتوں کے علاوہ بھی، سلام کی حدیثیں ہیں، اور ان کی مرویات عامۃً حسن ہیں، مگر ان میں ان کا کوئی متابع نہیں ہے۔ (الکامل فی ضعفاء الرجال: ج ۴: ص ۳۲۸، رقم ۷۷۲)

- امام حاکمؒ (م ۴۰۵ھ) نے بھی انہیں ثقہ کہا ہے۔ (المستدرک: ج ۳: ص ۶۲، رقم الحدیث: ۴۳۹۹)

- امام ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) نے کہا: "قال أبو حاتم: ليس بالقوي. ووثقه غيره"۔ (تاریخ الاسلام: ج ۵: ص ۳۲۵، رقم ۱۵۸)

* ایک اور مقام پر کہا: "سلام بن سليمان المدائني، لين"۔ (المجرد في أسماء رجال سنن ابن ماجه: رقم ۱۶۱۹)

- امام ہیثمیؒ (م ۸۰۷ھ) نے ان کی روایت کو حسن کہا ہے۔ (مجمع الزوائد: حدیث نمبر ۱۳۲۱۷، المعجم الکبیر للطبرانی: ج ۱۰: ص ۲۸۴)

* امام ابن الجوزیؒ نے ان کو متروک کہا۔ (الموضوعات: ج ۳: ص ۲۸۰)، لیکن

- امام سیوطیؒ (م ۹۱۱ھ) نے اس کا رد کیا ہے، ان کے الفاظ ہیں:

(قلت): سَلام روى لَهُ ابْن مَاجَه وَقَالَ أَبُو حاتِم: لَيْسَ بِالْقَوِيّ وَقَالَ ابْن عدي: عَامَّة مَا يرويهِ حسان وَالله أعلم۔

میں کہتا ہوں کہ سلام سے ابن ماجہ نے روایت لی ہے، ابوحاتم کہتے ہیں کہ یہ قوی نہیں ہیں، اور ابن عدیؒ کہتے ہیں ان کی اکثر مرویات حسان ہیں۔ (اللآلی المصنوعہ: ج ۱: ص ۳۳۸)

لہذا یہ راوی (سلام بن سلیمان المدائینی الثقفی) متابع میں مقبول ہونگے۔ واللہ اعلم

<u>نوٹ:</u>

''سلام'' نام کے دو راوی ہیں، اور دونوں بالکل الگ الگ ہیں:

ایک ''سلام بن سلیم''، جنہیں ''ابن سلم'' اور ''ابن سلیمان'' بھی کہا جاتا ہے، اور ''سلام الطویل'' سے معروف ہیں، یہ طبقہ سات (۷) کے، کبارِ اَتباع تابعین میں سے ہیں، اور جرح وتعدیل کے اعتبار سے امام ذہبیؒ اور امام ابن حجرؒ دونوں کے نزدیک ''متروک'' ہیں۔ **(تقریب، الکاشف)**

دوسرے ''ابوالعباس سلام بن سلیمان الثقفی المدائنی الضریر'' ہیں (جو اس حدیث کے راوی ہیں)، یہ طبقہ (۹) کے، صغار اَتباع تابعین میں سے ہیں، امام ذہبیؒ نے ان کے بارے میں ''لہ مناکیر'' لکھا ہے، جبکہ ابن حجرؒ کے نزدیک یہ ضعیف ہیں۔ **(تقریب، الکاشف)**

امام ذہبیؒ نے دونوں کے فرق کو صاف الفاظ میں بیان کیا ہے، کہتے ہیں:

أما سلام بن سليمان المدائني الصغير فآخر سيأتي قبل العشرين ومائتين.

وأما صاحب الترجمة سلام بن سلم فقيل في أبيه: سليمان وقيل: سالم وهو وهم ويعرف بالطويل ۔(تاریخ الاسلام، بشار: ج۴: ص۶۲۸، رقم الترجمہ ۱۱۱)

اور مذکورہ بالا حدیث کے راوی ''ابوالعباس سلام بن سلیمان بن سوار الثقفی المدائنی الضریر'' ہیں، نہ کہ ابوسلیمان سلام بن سلم المعروف بسلام الطویل ہیں۔

شیخ الاسلام، اَمیر المؤمنین فی الحدیث، حافظ الدنیا، امام ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) نے یہاں سلام بن سلیمان الثقفی مراد لیا ہے۔

وقد وقع لنا من حديث جابر وإسناده أمثل من الإسنادين المذكورين أخبرنا أبو هريرة بن الذهبي إجازة قال أخبرنا القاسم بن أبي غالب عن محمود بن إبراهيم قال أخبرنا أبو الرشيد أحمد بن محمد الأصبهاني قال أخبرنا عبد الوهاب بن محمد بن إسحاق قال أخبرنا أبي قال أخبرنا عمر بن الحسن قال حدثنا عبد الله بن روح قال حدثنا سلام بن سليمان قال حدثنا الحارث بن غصن قال حدثنا الأعمش عن أبي سفيان عن جابر رضي الله تعالى عنه عن النبي ﷺ قال مثل أصحابي في أمتي مثل النجوم بأيهم اقتديتم اهتديتم۔

أخرجه الدارقطني في كتاب الفضائل عن أحمد بن كامل عن عبد الله بن روح۔

فوقع لنا بدلا عاليا

وأخرجه ابن عبد البر من طريقه، وقال لا تقوم به حجة لأن الحارث بن غصن مجهول۔

قلت قد ذكره ابن حبان في الثقات وقال روى عنه حسين بن علي الجعفي فهذا قد روى عنه اثنان ووثق فلا

يقال فيه مجهول۔

نعم الراوي عنه قال فيه أبو حاتم ليس بالقوي

وقال ابن عدي والعقيلي منكر الحديث

ونقل النسائي في الكنى عن بعض مشايخه أنه وثقه۔ (**الامالی المطلقۃ: صفحہ ۶۱: رقم ۸۸**)

یہاں ابن حجرؒ نے جس راوی کے حالات بیان کئے ہیں، وہ ابوالعباس سلام الثقفی ہیں نہ کہ سلام الطویل۔

اسی طرح علامہ بدرالدین زرکشیؒ نے بھی المعتبر میں یہی مراد لیا ہے، نیز شیخ نبیل جرار نے بھی ابن حجرؒ سے یہی نقل کیا ہے۔ (**الایماء إلی زوائد الامالی والاجزاء: ج ۲: ص ۲۲۰، رقم الحدیث ۱۳۴۴**)

اس کے برخلاف اس حدیث کی سند پر سخت کلام کرنے والے اکثر علماء نے یہاں (سلام بن سلیمان مدائنی کی جگہ) سلام الطویل مراد لیا (جو کہ بالکل غلط ہے)، اسی وجہ سے ان پر سخت کلام کیا، اور اس حدیث کو موضوع کہہ دیا۔

- محدث العصر علامہ شیخ البانیؒ (م ۱۴۲۰ھ) کو بھی یہی غلط فہمی ہوئی۔ (**الضعیفۃ: ج ۱: ص ۱۴۴، رقم الحدیث ۵۸**)
- جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے خاص اس حدیث پر ایک تحقیق شائع کی گئی، جس میں بھی یہی غلطی ہے۔ (**نظرات فی حدیث: ''أصحابي النجوم''، صالح بن سعید بن ہلابی: ص ۱۳۶، ناشر: جامعہ إسلامیہ، مدینہ منورۃ**)
- اور تو اور مملکتِ سعودیہ کے کبارِ علماء کے ایک فتویٰ میں جس پر جناب سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن بازؒ کے ساتھ ساتھ موجودہ مفتی مملکہ اور فتویٰ کمیٹی کے کئی دیگر بڑے بڑے علماء کے دستخط ہیں، یہی غلطی سرزد ہوئی ہے۔ (**فتاویٰ اللجنہ الدائمہ ۲: ج ۳: ص ۲۱۷، رقم ۱۲۴۶۴**)

حالانکہ یہاں سلام الطویل (جن پر سخت کلام ہے) مراد لینا، کھلی غلطی ہے، جس کی دلیل درج ذیل ہے:

سلام الثقفی مراد لینا صحیح اور سلام الطویل مراد لینا غلط ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اس سند میں سلام بن سلیمان کے شیخ أبو وهب الحارث بن غصين الثقفي ہیں، اور تلمیذ عبداللہ بن روح مدائني المعروف بعبدوس ہیں، اور یہ دونوں شیخ و تلمیذ سلام بن سلیمان مدائني ہی میں جمع ہوتے ہیں نہ کہ سلام بن سلم المعروف بسلام الطویل، کے شیوخ اور تلامیذ کی فہرست میں۔

دیکھئے (**تھذیب الکمال: ج ۱۲، ص ۲۸۶، ترجمہ: ۲۶۵۶، تھذیب الکمال: ج ۱۲: ص ۲۷۷، ترجمہ: ۲۶۵۴**)

نیز سلام بن سلیم الطویل لمدائنی کی وفات (۱۷۰ھ) میں ہوئی ہے اور اس روایت میں ان کے شاگرد، روح بن عبداللہ المدائنیؒ (م ۲۷۷ھ) کی سن ولادت (۱۸۰ھ) میں ہوئی ہے۔ (سیر: ج ۱۳: ص ۵)، یعنی اگر سلام سے مراد سلام الطویل لے لیا جائے، تو سند ہی منقطع ہوگی۔

لہذا تحقیق اور ادنی مطالعہ سے، یہ بات بھی سمجھی جاسکتی تھی کہ یہاں سلام ثقفی مراد ہیں نہ کہ سلام الطویل، مگر اس کے باوجود

ان تمام کبارِعلماء سے ایک ہی طرح کی غلطی سرزد ہونے سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ یہ حضرات، بھلے دوسروں کو تقلید نہ کرنے کا درس دیتے رہتے ہوں، مگر یہاں خود تحقیق کرنے کے بجائے شیخ البانیؒ کی تقلید کررہے ہیں۔

اس میں ان لوگوں کیلئے آئینہ ہے جو علماء احناف کی غلطیاں تلاش کرتے رہتے ہیں، اوراسکے مقابلہ میں علماء سعودیہ اور شیخ البانیؒ کی تحقیقات پیش کرتے ہیں۔

(۸) حارث بن غصین یا غصن ابو وھب الثقفیؒ صدوق ہیں۔

ان سے ایک جماعت نے روایت لی ہے۔(**تلخیص المتشابہ للخطیب: ج ۲:ص ۷۳۳، الاکمال لابن ماکولا: ج ۷:ص ۲۱، تاریخ الاسلام: ج ۴:ص ۳۲۴**)اور حافظ ابن حبانؒ (م ۳۵۴ھ) اور حافظ قاسم بن قطلو بغاؒ (م ۸۷۹ھ) نے ان کو 'الثقات' میں شمار کیا ہے۔(**کتاب الثقات لابن حبان: ج ۸:ص ۱۸۱، کتاب الثقات للقاسم: ج ۳:ص ۲۵۳**)

امام ابو عبداللہ البخاریؒ (م ۲۵۶ھ) کہتے ہیں کہ

''**ابن غصين مجوِّد**''

ابن غصین مجود یعنی علم قراءت کے جاننے والے تھے۔(**الثقات ممن لم یقع فی الکتب الستہ للقاسم: ج ۳:ص ۲۵۳، رقم ۲۵۱۱**)

- حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) بھی ان کو صدوق مانتے ہیں، اوران کو مجھول کہنے والوں کا رد کیا ہے، کہتے ہیں:

وقد ذكره ابن حبان في الثقات وقال: روى عنه حسين بن علي الجعفي. فهذا قد روى عنه اثنان ووثق فلا يقال فيه: مجهول۔

ابن حبانؒ نے انہیں ثقات میں ذکر کیا، اور کہتے ہیں کہ ان سے حسین بن علی الجعفی نے روایت لی ہے، پس ان سے دو لوگوں نے روایت کی ہے اوران کی توثیق کی گئی ہے، لہذا انہیں مجھول نہیں کہا جائے گا۔(**الأمالي المطلقة: ص ۶۱، رقم الحدیث ۱۳۴۴**)

اسی طرح، ایک اور مقام پر کہتے ہیں کہ ''**وأخرجه ابن عبد البر من هذا الوجه وقال: هذا إسناد لا تقوم به حجة والحارث مجهول قلت: الآفة فيه من الراوي عنه، وإلا فالحارث قد ذكره ابن حبان في الثقات، وقال: روى عنه حسين الجعفي**''۔(**موافقة الخبر الخبر في تخريج أحاديث المختصر: ج ۱:ص ۱۴۶**)

لہذا حارث بن غصین کم ازکم صدوق ہیں۔واللہ اعلم

نیز ان کے متابع صدوق، مختلط ابو محمد قیس بن الربیع الاسدی الکوفیؒ (م ۱۶۹ھ) موجود ہیں۔(**تقریب: رقم ۵۵۷۳**)

(۹) سلیمان بن مہران الاعمشؒ (م ۱۴۸ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، حافظ ہیں۔(**تقریب: رقم ۲۶۱۵**)

نوٹ:

سلیمان بن مہران الاعمشؒ (م۱۴۸ھ) کا ''عنعنہ'' محدثین کے نزدیک مقبول ہے۔(**مجلہ الاجماع:ش ۳:ص ۲۳۸**)

(۱۰) ابوسفیانؒ، طلحۃ بن نافع المکیؒ کتب ستہ کے راوی اور صدوق ہیں، ان کی حضرت جابرؓ سے روایات کتاب سے مروی ہے اور امام اعمشؒ (م۱۴۸ھ) کی ان سے احادیث مستقیم ہیں۔(**تحریر تقریب التہذیب: رقم ۳۰۳۵**)

نوٹ:

چونکہ یہاں بھی امام اعمشؒ (م۱۴۸ھ) نے ابوسفیان، طلحۃ بن نافع المکیؒ سے اور انہوں نے حضرت جابرؓ سے، اس روایت کو نقل کیا ہے اور کتاب سے روایت نقل کرنے میں ائمہ کے نزدیک کوئی حرج نہیں ہے۔

لہذا ابوسفیان، طلحۃ بن نافع المکیؒ، حضرت جابرؓ سے، اس روایت کو نہ سننا، اس کے صحت کے لئے مضر نہیں ہے۔

(۸) جابر بن عبداللہ الانصاریؓ (م بعد ۷۰ھ) مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

نوٹ:

اعمش عن ابی سفیان عن جابر، یہ صحیحین کی شرط پر ہے۔(**بخاری: ۳۸۰۳، ۵۶۰۵، مسلم: ۱۵۱ و ۲۱ و ۸۲**)

حکم:

خلاصہ یہ کہ: اس روایت کے تمام روات ثقہ یا صدوق ہیں، سوائے ابوالعباس، سلام بن سلیمان بن سوار الثقفی المدائنی الضریرؒ (م۲۱۰ھ) کے، وہ ضعیف ہے، مگر متابع میں مقبول ہیں۔

اور اس حدیث کے کئی شواہد موجود ہیں، جن سے اس حدیث کا متناً درست ہونا واضح ہے، چنانچہ ان میں ایک قوی شاہد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''۔۔۔في كل أصحابي خير۔۔۔'' میرے ہر صحابیؓ میں خیر (ہدایت) ہے۔(**تاریخ ابن عساکر: ج ۳۰: ص ۲۰۶-۲۰۷**)، اس روایت کی سند ''حسن'' ہے اور تمام روات ثقہ یا صدوق ہیں۔(**دفاع اسلاف: ش ۱۰: ص ۳۲**)،

اس روایت میں ''خیر'' کا لفظ موجود ہے، خیر تو ہر مسلمان میں بلکہ کچھ غیر مسلمانوں میں بھی ہے، تو صحابہؓ کی تخصیص کی وجہ ہدایت ہی ہو سکتی ہے۔ اس حدیث کا مطلب یہی ہے کہ میرے ہر صحابیؓ میں خیر ہے، ہدایت ہے۔ واللہ اعلم

اسی طرح ''**سليمان ابن أبي كريمة، عن جويبر، عن الضحاك، عن ابن عباس**'' کی سند سے مرفوع روایت میں بھی ''**إن أصحابي بمنزلة النجوم في السماء فأيُّما أخذتم به اهتديتم**'' کے الفاظ ہیں اور سلیمانؒ اور جویبرؒ غیر متہم، ضعیف ہیں۔ (**دیکھئے ص: ۲**)، لہذا ان کی روایت بھی، سلام الثقفیؒ (م۲۱۰ھ) کی روایت کے لئے متابع ہونگی۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ درج ذیل ائمہ وعلماء نے اس حدیث کی تصحیح فرمائی ہے:

- الدکتور سعود بن عبداللہ الفنیسان حفظہ اللہ کہتے ہیں کہ

''**الخلاصة: ان حديث اصحابى كالنجوم، عامة اسانيده لم تصح الا اسناد الدار قطني و احد اسانيد ابن**

عبدالبر فهو حسن لغيره''۔(حدیث اختلاف امتی رحمۃ روایۃ ودرایۃ:ص۲۶)

- حافظ بدرالدین الزرکشیؒ (م۷۹۴ھ) کہتے ہیں کہ

''لكن تتقوى طرقه بعضها ببعض، لا سيما وقد احتج به الامام احمد واعتمد عليه في فضائل الصحابة كما راوه الخلال في كتاب السنة قال القاضي ابو يعلى: واحتجاجه به يدل على صحته عنده''۔(المعتبر في تخريج أحاديث المنهاج والمختصر وأسماء رجالهما ولغاتهما:ص۸۴)

- حافظ عثمان بن سعید الدارمیؒ (م۲۸۱ھ) کے نزدیک بھی، یہ روایت قوی ہے۔(تحفة الطالب بمعرفة أحاديث مختصر ابن الحاجب لابن كثير:ص۱۳۸)

- حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م۸۵۲ھ) نے اس روایت کو فتح الباری اور ہدایۃ الرواۃ میں نقل کر کے سکوت کیا ہے۔(فتح الباری :ج۴:ص۵۷،أنِيسُ السَّاري في تخريج وَتحقيق الأحاديث التي ذكرها الحَافظ ابن حَجر العسقلاني في فَتح البَاري:ج۱:ص۶۰۸، ہدایۃ الرواۃ الی تخریج احادیث المصابیح والمشکاۃ لابن حجر:ج۵:ص۳۹۱) یعنی ان کے نزدیک یہ روایت حسن ہے۔(ہدایۃ الرواۃ:ج۱:ص۵۸)، واللہ اعلم

- حافظ قاسم بن قطلو بغاؒ (م۸۷۹ھ) کہتے ہیں کہ

''وفي اسانيدها مقال، لكن يشد بعضها بعضا''۔(شرح مختصر المنار للقاسم بحوالہ اقامة الحجة:ص۱۸، طبع مع مجموعۃ رسائل اللکنوی:ج۲:ص۱۶۷)

- مشہور محدث الہند فی عصرہ، امام عبدالحی اللکنویؒ (م۱۳۰۴ھ) کہتے ہیں کہ

''لكن بسبب كثرة الطرق وصل الى درجة الحسن''۔(اقامة الحجة:ص۱۸، طبع مع مجموعۃ رسائل اللکنوی: ج۲:ص۱۶۷)

- محدث الہند، رضی الدین، الحسن بن محمد الصاغانیؒ (م۶۵۰ھ) نے بھی اس روایت کو حسن قرار دیا ہے۔(بحوالہ اقامة الحجة:ص۱۸، طبع مع مجموعۃ رسائل اللکنوی:ج۲:ص۱۶۷)

خلاصہ یہ کہ حدیث ''أصحابي كالنجوم، بأيهم اقتديتم اهتديتم'' حسن ومقبول ہے اور اسکو موضوع کہنا غیر صحیح ہوگا۔